

اس شعر میں لفظ ”کیوں“ استفہام کے لیے نہیں، بلکہ تنبیہ کے لیے ہے۔
خواجہ حالی فرماتے ہیں :

”اس کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ معشوق کو یا تو ہماری خاطر ایسی عزیز بھتی
کہ اگر بالفرض فرشتہ بھی ہماری نسبت گستاخی کرتا تو اسے گوارا نہ ہوتی
اور یا اب ہم کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے، دوسرے عمدہ معنی یہ
ہیں کہ اس شعر میں آدم اور فرشتوں کے اس قصے کی طرف اشارہ
ہے، جو قرآن مجید میں موجود ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عالم کو پیدا
کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو فرشتوں نے کہا : ”کیا تو دنیا میں اس شخص
یعنی اس نوع کو پیدا کرنا چاہتا ہے، جو اس میں فساد اور خونریزی
کرے؟“ وہاں سے ارشاد ہوا کہ تم نہیں جانتے، جو کچھ میں جانتا ہوں
پھر آدمؑ سے ان کو زک دلوائی اور حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں۔
کہتا ہے کہ ہم آج دنیا میں کیوں اس قدر ذلیل ہیں، کل تک تو ہماری
ایسی عزت ہوگی۔“

۳۔ لغات۔ سماع : راگ۔

چنگ : ایک باجا جو ستار کی قسم سے ہے۔

رباب : سازنگی کی ایک قسم۔

شرح : اس شعر میں بھی ”کیوں“ استفہام کے لیے نہیں، تنبیہ کے لیے ہے،

اگر چنگ و رباب میں، جو آلات موسیقی ہیں، محبوب حقیقی ہی کی صدا سمائی ہوئی

ہے تو عجیب بات ہے کہ یہ صدا سنتے ہی بدن سے جان کیوں نکلنے لگتی ہے؟

وہ صدا تو ہر حال جاں بخش اور حیات افزہ نہ ہونی چاہیے، کیونکہ حقیقی

محبوب کی صدا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ارباب وجد و حال اس صدا پر پورا اعتقاد

نہیں رکھتے۔ اگر اعتقاد ہو تو ان کی روحوں میں بالیدگی آئے، لیکن وہ تڑپنے اور

اٹھنے لگتے ہیں۔